انسان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍اگست ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۂ فاتحہ کی یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

(الفاتحة:۵،۶)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

سورۂ فاتحہ میں ایک حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرے اور بندہ اپنے ربّ کا عبد اُسی وقت بنتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اُس پر چڑھ جائے اور اُس کے رنگ میں وہ رنگین ہو جائے اور چونکہ انسان اپنی طاقت یا اپنے کسی حیلہ یا تدبیر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے رنگ میں خود کو رنگین نہیں کر سکتا اس لئے سورۂ فاتحہ میں ہمیں یہ دُعا سکھلائی اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔ اِس میں دُعا کا پہلو ہے اور اس میں ہمیں یہ بتایا گیا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی، جو تمام عیوب اور نقائص سے منزہ ہے اور تمام صفاتِ حَسنہ کا جامع ہے، اُس کی صفات کی معرفت حاصل کرو گے تو اس کی عظمت اور جلال تم پر ظاہر ہو گا اور جب اُس کی عظمت اور جلال اور اُس کی صفات کی عظمت اور جلال کا عرفان تمہیں حاصل ہو گا تو صرف اُس صورت میں ہی تم اُس کی صفات کی پیروی

کر سکتے ہو اور اُس کی عظمت اور جلال کا جلوہ انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ فی ذاتہٖ کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں رکھتا اور ریا کاری جو تمام نیکیوں کو کھا جانے والا گُناہ ہے اُس سے انسان اُس عظمت کے جلوہ کے نتیجہ میں محفوظ ہو جاتا ہے اور اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے پر چڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسری بدی جو اِس سعادت عظمیٰ سے انسان کو محروم رکھتی ہے اور وہ بہت بڑی بدی ہے بلکہ تمام بدیوں کی بسا اوقات وہی جڑ اور موجب بن جاتی ہے۔ وہ بدی تکبر کی بدی ہے۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ مجھ میں وہ طاقت، وہ قوت وہ استعداد ہے کہ میں اپنی قوتوں اور طاقتوں اور استعدادوں کے نتیجہ میں کچھ بن سکتا ہوں لیکن اِیَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دُعا تکبر کی جڑ کو کاٹنے والی ہے اس طرح پر کہ اِیَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہمیں اُن نعمتوں اور اُن احسانوں کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل کے ہم پر کئے۔ اس کی رحمانیت کے جلوے جو بغیر استحقاق کے ذِی ارواح پر نازل ہوتے ہیں اُن سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ جب تک وہ نعمتیں ہمارے کسی عمل کے بغیر ہمیں حاصل نہ ہوتیں ہم کسی قسم کی ذاتی کوشش اور جدوجہد کرنے کے قابل ہی نہیں تھے۔ مثلاً رحمانیت نے انسان کے لئے روشنی اور اندھیرے کا انتظام کیا ہے۔ ایک نظام بنایا ہے اِس دُنیا میں جہاں انسان کی قوتیں اپنی جدوجہد میں مصروف ہوتی ہیں اور جہاں ہماری قوتیں تھک کر رات کے اندھیروں میں سکون کی تلاش کرتی ہیں اور کوفت کو دور کر کے وہ آرام کی حالت اپنی طاقت کو ازسرنو زیادہ سے زیادہ کوشش کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ بادلوں کا برسنا، زمین کی یہ ساری قوتیں جو ہماری جسمانی غذا کا سامان پیدا کرتی ہیں اور ہماری بیماریوں کے علاج کے لئے مختلف جڑی بوٹیاں پیدا کرتی ہیں۔ یہ چیزیں انسان کی پیدائش سے پہلے یہاں تھیں۔ کوئی احمق کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ میں نے نیکیاں کیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورج بنایا اور آسمان بنایا اور یہ پانی بنایا اور یہ زمین بنائی۔ تم تو تھے ہی نہیں جب یہ سب کچھ بنایا گیا۔ اس لئے اِیَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دُعا اور یہ دُعائیہ فقرہ ہمیں یہ دُعا سکھلانے والا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے یہ رحمانیّت کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے اور رحمانیّت کے جلووں کا احساس اور اُن کا عرفان اور

اُن کی معرفت انسان کو اِس حقیقت سے آشنا کرتی ہے کہ وہ خود اپنی کوشش اور اپنی جدوجہد سے کچھ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ جن چیزوں پر اُس کی کوشش کی بنیاد ہے وہ اُس کی پیدائش سے بھی پہلے پیدا کر دی گئی تھیں۔ پس جو نعمتیں اُس کی پیدائش سے بھی پہلے پیدا کر دی گئیں اور جن کے بغیر اُس کی کوئی کوشش ممکن ہی نہیں۔ جب یہ معرفت انسان کو حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اُس کے اندر تکبر کا کوئی سوراخ باقی نہیں رہتا جو اُس کے وجود کے اندر، جو اُس کی شخصیت کے اندر داخل ہو اور اُس کی تمام نیکیوں کو اور تمام نیکی کی کوششوں کو جڑ سے اکھیڑ دے۔ پس اِیَّاكَ نَعۡبُدُ ریا سے انسان کو بچاتا ہے اور اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ تکبّر سے انسان کو بچاتا ہے لیکن تیسری چیز جو کہ انسان کی روحانی رفعتوں کے لئے ضروری وہ اس معرفت کے علاوہ ایک اور چیز ہے۔ ہمیں یہ معرفت حاصل ہوئی کہ خدا تعالیٰ تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے اور کوئی نقص اور کمی اُس میں نہیں ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیم میں یہ بتایا ہے خصوصاً سورۃ فاتحہ میں اس پر روشنی ڈالی کہ انسان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرے اور تخلّق باخلاق اللّٰہ ہو اور اُس کے رنگ میں وہ رنگین ہونے کی کوشش کرے اور اس عرفان کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے جلوے ظاہر ہوتے ہیں جو انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اُس کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو انسان شو (show) کر سکے اور جس پر بنیاد رکھ کر ریاکاری کر سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس پر اپنی رحمانیّت کے جلوے ظاہر کئے اور رحمانیّت کے جلووں نے اُس کو یہ بتایا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار، بے حدوحساب ایسی نعمتیں ملی ہیں جن میں تیرے عمل کا کوئی دخل نہیں ہے۔ تیری پیدائش سے بھی پہلے وہ نعمتیں تیرے لئے پیدا کر دی گئیں اور یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ ان کے بغیر تیری قوتیں اور تیری استعدادیں جو خود خداداد ہیں وہ اپنا کام نہیں کر سکتی تھیں تو تیری ہر حرکت خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیّت کی محتاج ہے۔ تو تکبّر کس بات پر؟ انسان ایک انگلی نہیں ہلا سکتا اگر رحمانیّت کا جلوہ اس سے قبل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ یہی ظاہر کرنے کے لئے بہت سے بچوں کو پیدائش کے وقت اپنی رحمانیّت کے جلووں سے محروم کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ بڑا تندرست، بڑا خوبصورت بچہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا جو رحمانیّت کا جلوہ ہے جو

انسان کی پیدائش سے پہلے اُس کے لئے بنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو کہتا ہے کہ تو اِس پر وہ اثر نہ کر جو عام انسانوں پر تو کرتی ہے۔ وہ سانس نہیں لے سکتا۔ ہمارے ہی گھر میں، میری بڑی بیٹی کے ہاں پہلا بچہ جب پیدا ہوا تو اُس نے سانس نہیں لیا اور اتنا خوبصورت اور اتنا تندرست اور خوب موٹا تازہ بچہ میں نے اپنی ساری عمر میں کبھی نہیں دیکھا۔ خدا کی شان تھی کہ عین اُس وقت جب وہ اپنی ماں کے پیٹ سے اِس دُنیا میں آیا تو رحمانیت کے جلوے اُس بچے کے لئے بند کر دیئے گئے اور یہ میری اُس بچی کو اور دوسری کو سبق دینے کے لئے ہوا کہ جب تک تمہارے عمل سے پہلے کی نعمتیں نہ ملیں اُس وقت تک تمہارا اپنا کام شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ سانس ہم اپنی ماں کے پیٹ سے تو لے کر نہیں آتے۔ پھر پانی ہے۔ غذائیں ہیں۔ آب وہوا ہے۔ گرمی اور سردی کا ایک متوازن نظام ہے جسے زمین میں مختلف شکلوں میں خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اِس کی تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جا سکتا وہ بڑی عجیب مختلف مؤثرات اور تاثیریں ہیں جن کے نتیجہ میں انسان کے جسم اور اس کے اخلاق بنتے ہیں۔ بہرحال اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دُعا کو ٹھیک طرح سمجھ لینا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا یہ چیز تکبّر کو بالکل مٹا دیتی ہے کیونکہ انسان کو پتہ ہے کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ کسی میدان میں بھی میری کوئی حرکت آگے نہیں بڑھ سکتی جب تک اس حرکت سے پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے جلوے موجود نہ ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال بھی ہو اور رحمانیّت کی صفت کو بھی انسان پہچانے تو پھر بھی خود اپنے لئے اپنی کوشش سے راہِ راست اور صراطِ مستقیم تلاش نہیں کر سکتا۔ اس میں بھی اُسے خدا تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر وہ راہِ راست پر چل نہیں سکتا۔ راستہ پر تو وہ چلنا شروع کر دے گا لیکن وہ صرف ’’صراط‘‘ ہوگا صِراطِ مُسْتَقِيْم نہیں ہوگا۔ راستہ پر اس لئے چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے اس پر ظاہر ہوئے اور صفتِ رحمانیّت کے جلوے ظاہر ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا تعلق رحمانیت سے ہے اور نیکیوں کی کوششوں کو نقص سے پاک کرنا اور اچھے نتائج نکالنا یہ رحمانیت کا کام ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی جہاد خدا کی راہ میں کر رہا ہو اور محاسبۂ نفس کر رہا ہو اس

کے اعمال میں تھوڑا یا بہت نقص رہ جاتا ہے اور عام قانون یہ ہے کہ تھوڑا یا بہت نقص رہ جائے تو انسان منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتا مثلاً ایک موٹی مثال میں اِس وقت دیتا ہوں جسے بچے بھی سمجھ جائیں گے کہ ایک شخص نے سو قدم چل کر وہاں پہنچنا ہے جہاں اُس کا مقصود اُسے حاصل ہوسکتا ہے۔ اگر وہ ننانوے قدم چلے اور سواں قدم نہ چلے تو وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو صرف ایک قدم کی کمی ہے ننانوے قدم اُس نے اُٹھائے ہیں لیکن ایک قدم نہیں اُٹھا سکا اس لئے وہ اپنے مقصود کو نہیں پاسکتا۔ پس ہر انسان کی کوشش اور عملِ صالح میں کوئی نہ کوئی کمی اور غفلت رہ جاتی ہے۔ اِس وقت رحمانیت آتی ہے اور انسان کی انگلی پکڑتی ہے اور کہتی ہے جو قدم تو نے نہیں اُٹھایا وہ میں تمہیں اُٹھا دیتا ہوں اور اُس کے عملِ صالح کی کفیل ہو جاتی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں یہی دُعا سکھائی ہے کہ وہ سیدھا راستہ ہمیں دکھا جو منزل مقصود تک پہنچانے والا ہو۔ جس کا مطلب ہے کہ سارے قدم اور ساری کوششیں انتہا تک پہنچانے والی ہمیں نصیب ہوں۔ اس کے بغیر تو کوئی دو قدم سیدھا چل کر، کوئی بیس قدم سیدھا چل کر، شاید کوئی ننانوے قدم سیدھا چل کر بھی اپنے عمل کے نتیجہ سے محروم ہو جاتا ہے پس یہاں بتائی گئی تین دعاؤں کے نتیجہ میں انسان کو ایک طرف ان تمام نقائص اور کمزوریوں سے محفوظ رکھنے کا سامان پیدا کیا گیا جو اس کی کوششوں کو بے نتیجہ اور بغیر ثمر کے بنا دیتی ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی انگلی پکڑ کر انتہائی کامیابی تک پہنچانے کے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں سامان پیدا کر دیئے۔ یہ مضمون بیان کرنے کے بعد آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ تفصیل اور فروعی ذمہ داریوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ وہ چند ہدایات میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ ان باتوں کا ایک قسم کا خلاصہ ہے جو باتیں میں نے بیان کی ہیں۔

(ترجمہ) ''اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ کسی بندہ کے لئے ممکن نہیں کہ اُس وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ سے توفیق پانے کے بغیر عبادت کا حق ادا کرے اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے (میں نے بتایا تھا کہ آپ نے یہاں عبادت کی فروع بتائی ہیں) کہ تم اُس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگذر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے

والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیز گاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو اور تم بُری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو اور یہ کہ خلق اللہ کے لئے بلا تکلف اور تصنّع بعض نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دُکھ نہ دو اور نہ کسی بات سے اس (کے دل) کو زخمی کرو بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مر جاؤ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر لو اور جو کوئی (ملنے کے لئے) تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ پرانے بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور (لوگوں کی) غم خواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو‘‘۔ (اعجاز المسیح ۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)

پس میں نے مختصراً ہی تین اصولی باتیں بیان کی تھیں۔ ایک یہ کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر آن یہ کوشش کرتے رہیں کہ **تخلق باخلاق اللّٰہ** کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے رنگ سے ہمارا وجود رنگین ہو اور ریاکاری ہماری زندگی میں داخل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اُن رحمانیت کے جلووں سے ہمیں نوازے جن کی ہمیں ذاتی جدوجہد کے لئے ضرورت ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا کرے کہ ہم اُسی کی عطا کردہ قوّتوں اور استعدادوں کو اُس کے قُرب اور اُس کی رضا کے حصول پر لگائیں تو وہ خود ہماری رہنمائی کرے اور ہمیں **صراطِ مستقیم** دکھائے اور اُس پر چلنے کی اور انتہا تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُس کی فروع وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند سطروں میں آئیں ہیں اور میں نے بیان کی ہیں۔ پس دُعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندے بنائے اور وہ تمام نعمتیں ہمیں حاصل ہوں جو اُس کے نیک بندوں کے لئے مقدر ہیں۔

(آخر میں حضور نے اپنی صحت کے متعلق دُعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:)

گرمی بہت بڑھ گئی ہے اور وہ مجھے بیمار کر دیتی ہے۔ اس کا مجھ پر اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے آپ بھی دُعا سے میری مدد کریں۔‘‘ (از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)